مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

دعوۃ الحق

شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق مارچ ۲۰۲۴ء

ظاہر، باطن کا محافظ ہوتا ہے

ظاہر کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ اس سے باطنی ترقی ہوتی ہے، اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ظاہر، باطن کا محافظ ہوتا ہے۔ کبوتر کے اگر پَر ہوں تو وہ اپنے دشمن سے بچنے کیلئے اُڑ سکتا ہے، لیکن اگر کبوتر کے پَر کاٹ دیئے جائیں تو کیا وہ اُڑ سکتا ہے؟ نہیں اُڑ سکتا ہے، اب اس کبوتر کو ایک معمولی بچہ بھی پکڑ سکتا ہے اور کاٹ کر بھون کر کھا سکتا ہے، اگر کبوتر کے پَر ہوتے تو اس کو کوئی بھی نہ پکڑ سکتا۔ معلوم ہوا کہ پَر کبوتروں کے محافظ تھے، اسی طرح ظاہرِ دین پر عمل مسلمانوں کا محافظ ہے، جب سے مسلمانوں نے ظاہرِ دین کو چھوڑ دیا ہر شخص ان کو پکڑتا، مارتا اور ان پر ظلم کرتا ہے، اس لئے ظاہرِ دین پر بھی عمل کرنا چاہئے، اس کو بے کار نہ سمجھنا چاہئے۔

شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ

زیر سرپرستی

طبیب الامۃ مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

دعوۃ الحق

شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مطابق مارچ ۲۰۲۴ء جلد: ۲۱ شمارہ نمبر: ۵

بانی و بفیضِ دُعا

شیخ المشائخ عارف باللہ محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکز مجلس دعوۃ الحق

مدیر اعلیٰ

حکیم وصی اللہ

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

ترتیب و تقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

طابع و ناشر

طابع و ناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔یم۔پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ..... ۱۰ روپے

سالانہ زرِ تعاون..... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرِ تعاون..... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط و کتابت و ترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔ (انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

شمار	عناوین	شخصیات	صفحہ
۱	ذکر وفکر	عارف باللہ حضرت شاہ ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ	۳
۲	خزائن القرآن	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۶
۳	خزائن الحدیث	حضرت مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب مدظلہ العالی	۸
۴	اشرف النصائح	حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ	۱۱
۵	معارفِ ابرار	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۱۴
۶	فیضانِ کلیم	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتھم	۱۷
۷	دردِ دل کی آہ وفغاں	مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۰
۸	دُرویش کی پند ونصائح	حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ	۲۳
۹	سیرتِ خاصانِ حق	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نور اللہ مرقدہٗ	۲۶
۱۰	دردِ محبت	حضرت مولانا افضال الحق جوہر قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۸
۱۱	مسائل واحکام	فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ	۲۹
۱۲	انوارِ سنت	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۳۰
۱۳	مہلکات	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۱
۱۴	اسلامی عقائد	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۲

نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

نماز کی حقیقت

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی عارفی رحمۃ اللہ علیہ

نماز کی حقیقت اس طرح بھی سمجھ لیجئے کہ نماز ایک نور ہے جس وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں دست بستہ کھڑے ہوگئے اور کلام اللہ کی تسبیحات وآیات کی تلاوت کرنے لگے تو آپ اس کے نور سے منور ہوگئے۔ اب آپ کے دل میں جو پوشیدہ رذائل اور جذبات تھے جو زندگی میں غیر محسوس طریقے سے اثر انداز ہوتے رہتے ہیں وہ اس نور میں نظر آنے لگے اور آپ کو مکدر کرنے لگے اور آپ ان کی طرف متوجہ ہوگئے اور ان کی ناپاکیوں سے آپ کا حضور قلب ختم ہوگیا، آپ گھبرانے لگے اب اس وقت یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ان جذبات وخیالات کا ظہور اختیاری ہے یا غیر اختیاری، یقیناً غیر اختیاری ہے کہ کیونکہ یہ آپ کو پسند نہیں ہیں اور آپ ان کو نماز میں مخل سمجھ رہے ہیں مگر آپ کے اختیاری اُمور یعنی ارکان نماز کی ادائیگی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا اور آپ اسی کے مکلّف ہیں، جب آپ نے ارکانِ نماز کما حقہ ادا کرلئے تو آپ کی نماز تو ادا ہوگئی اور غیر اختیاری خیالات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا، اسلئے اطمینان رکھئے کہ فریضہ نماز ادا ہوگیا اب کوئی وہم نہ کیجئے، غیر اختیاری طور پر جو کچھ ہوا اس سے بھی نماز کے اختتام پر توبہ کرلیجئے، بس آپ اسی قدر مکلّف ہیں۔

دوسری بات ایک اور سمجھ لیجئے کہ صرف نماز میں وساوس وخطرات کا ہجوم ہوتا

ہے، آخر نماز کے علاوہ دوسرے تعلقات ومعاملات زندگی میں کیوں نہیں ہوتا، معلوم ہوتا ہے کہ نماز ہی ایک ایسا عمل ہے جو مرکز بن جاتا ہے۔

ان غیر اختیاری خطرات وغیرہ کا تو معلوم ہوا کہ اس میں بھی آپ کیلئے کوئی حکمت ہے ممکن ہے کہ منجملہ اور حکمتوں کے ایک یہ بھی ہو کہ اس میں اپنا عجز اور فطری کمزوریاں مشاہد ہوتی ہیں جن کے استحضار سے ندامت اور رقت قلب پیدا ہوتی ہے اور اس کے تدارک کیلئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مغفرت اور رحمت کی احتیاج محسوس ہوتی ہے اور ہم استغفار میں مشغول ہوجاتے ہیں اور اس طرح رجوع الی اللہ ہونا عبد کے لئے عین مقصود اور مطلوب ہے۔

ایک اور حقیقت پر بھی نظر جاتی ہے کہ یہ خیال کیجئے کہ آپ نے نماز کیوں پڑھی۔ اس لئے کہ اللہ جل شانہ کا حکم ہے، کس صورت سے پڑھی اور کس طرح اس کے ارکان ادا کئے، اسی صورت سے جس طرح نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کئے اور پڑھی کس حالت میں نہایت ہی پراگندہ اور آشفتہ خیالی کے ساتھ، نماز کے ساتھ یہ تین نسبتیں وابستہ ہیں۔

اب غور کرنے کی بات ہے کہ جس عمل میں امتثال امر الٰہی ہو اور جس عمل کی ادائیگی میں اتباع سنت کی سعادت حاصل ہو، اس عمل کی حقیقت اور اس کی عظمت اور علویت کا کیا درجہ ہے، کیا یہ کوئی معمولی بات ہے، کوئی معمولی توفیق سعادت ہے، ہماری حیات مستعار میں یہ لمحات کس قدر مغتنم اور گرامی قدر ہیں اس کا کوئی اندازہ بھی ہوسکتا ہے؟ ان کی حقیقت تو آنکھ بند ہونے پر ہی ان شاء اللہ تعالیٰ روشن ہوگی۔

نماز کی حقیقت اور اہمیت ایک مؤمن کیلئے اس سے بھی واضح ہوتی ہے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو سب سے اول حکم ہے کہ اس کے کانوں میں اذان اور تکبیر کے الفاظ با آواز ادا کئے جائیں تا کہ اس کی فطرت اصلی اس کو قبول کرلے اور اس کی روح میں یہ الفاظ محلول ہوجائیں .....جو اس کے ایمان کا حاصل ہیں، یعنی ایمان کا القاء الفاظ اذان وتکبیر میں کیا جاتا ہے۔

اب دیکھئے فریضہ نماز کی ادائیگی میں دو جلیل القدر نسبتیں شامل ہیں۔ امتثال امر رب اور ہیئت مسنونہ، اب رہے دورانِ نماز اپنے خیالات فاسدہ، ان کا قطعی تدارک ندامت اور استحضار سے ہوجاتا ہے مگر ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے خیالات فاسدہ اور خطرات ووساوس کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں اور اس کو نماز کا نقص سمجھتے ہیں مگر اس پر شکر کیوں ادا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نماز پڑھ لی اور ہیئت مسنونہ سے پڑھ لی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور مقبول ہوجائے گی۔ بس اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ ارکان نماز سنت کے مطابق ادا ہوں لہٰذا عمل نماز کی ناقدری یہی ہے کہ اس کے ارکان صحیح ادا نہ کئے جائیں اور اپنے خیالات کی پراگندگی کے خیال سے نماز کی قبولیت سے مایوسی ہو، ہر حال میں نماز کی قبولیت کا یقین واثق ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ ہماری فطرت کے خالق ہیں اور ان کے علم میں ہماری تمام بشری وفطری کمزوریاں ہیں۔ ہمارا ظاہر وباطن سب ان کے سامنے ہے۔ بایں ہمہ وہ سب معاف فرمادیتے ہیں اور ہم کو ادائے نماز کے برابر توفیق بالائے توفیق عطا فرماتے رہتے ہیں اور یہی علامت ہے قبولیت کی۔ اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے اور اس پر شکر واجب ہے۔

شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ

ماہنامہ دعوۃ الحق
شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مارچ 2024ء

کثرت سے استغفار کرو

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾۔ (سورۃ الانفال)

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ ان میں آپ کے ہوتے ہوئے ان کو عذاب دیں اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دیں گے جس حالت میں کہ وہ استغفار بھی کرتے رہتے ہیں۔

کافر لوگ طواف کی حالت میں کہتے تھے: غُفْرَانَكَ اے خدا! ہم کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیت کافروں کیلئے نازل فرمائی ''وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ'' اے نبی! جب تک آپ ان کافروں میں زندہ ہیں اس وقت تک میں ان پر عذاب نازل نہیں کروں گا اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے۔ حکیم الامت مجدد الملّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان القرآن میں اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ نے کافروں کو جو بشارت دی ہے وہ دنیا کیلئے ہے کہ اگر کافر بھی استغفار کرتا رہے تو دنیا میں اس پر عذاب نہیں ہوگا لیکن آخرت کے عذاب سے نہیں بچ سکے گا بوجہ ایمان نہ لانے کے۔

محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اِذَا كَانَ الْاِسْتِغْفَارُ يَنْفَعُ الْكُفَّارَ فَكَيْفَ لَا يُفِيْدُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْاَبْرَارَ

یعنی جب استغفار کافروں کو بھی نفع دے رہا ہے اور ان کو دنیا کے عذاب سے بچا رہا ہے تو مسلمان کو کیوں نفع نہ دے گا۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ جلد نمبر ۵ کتاب الاستغفار میں نقل فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! اے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تابعین! سن لو اور قیامت تک کیلئے سن لو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب سے بچانے کیلئے دو امان نازل فرمائے تھے۔ فَرُفِعَ اَحَدُھُمَا تو عذاب سے نجات کا ایک ذریعہ تو ہم سے اُٹھ گیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دنیا سے اٹھا لئے گئے وَبَقِیَ ثَانِیْھِمَا اور دوسرا باقی ہے یعنی استغفار۔ اگر تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہو، گریہ وزاری کرتے رہو تو ان شاء اللہ عذاب سے بچ جاؤ گے۔ جس سے بھی کوئی خطا ہو جائے دو رکعات توبہ پڑھ کر اللہ سے رو لو استغفار کر لو، جہاں جہاں آنسو لگ جائیں گے دوزخ کی آگ وہاں حرام ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کریم ہیں جب ایک جُزو کو جنت میں داخل کریں گے تو پورا جسم ہی جنت میں داخل کر دیں گے۔ ان کے کرم سے یہ بعید ہے کہ چہرہ تو جنت میں داخل کر دیں اور باقی جسم دوزخ میں ڈال دیں بس اگر گناہ ہو جائے فوراً اللہ سے معافی مانگیں اور بندوں کے حقوق میں کوتاہی ہو جائے تو بندوں سے معاف کرائیں، یہ نہیں کہ کسی کا مال مار لیا اور زبان سے کہہ رہے ہیں توبہ، یا اللہ توبہ، یا اللہ توبہ، اس وقت محض زبانی توبہ سے معافی نہیں ہوگی جب تک کہ اس کا مال واپس نہیں کریں گے، جب اس کا مال اس کو دے دیں گے تب معافی ہوگی۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مارچ 2024ء

اللہ تعالیٰ کے خوف کی حقیقت اور فضیلت

حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب مدظلہ العالی

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَامِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ تُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ ۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت سے جس بندہ مؤمن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلیں، اگر وہ مقدار میں بہت کم، مثلاً مکھی کے سر برابر (یعنی ایک قطرہ ہی کے بقدر) ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرہ پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرہ کو آتش دوزخ کیلئے حرام کردے گا۔ (سنن ابن ماجہ)

مطلب یہ ہے کہ جو چہرہ خوفِ خدا کے آنسوؤں سے کبھی تر ہوا ہو، اس کو دوزخ کی آگ سے بالکل محفوظ رکھا جائے گا اور دوزخ کی آنچ کبھی اس کو نہ لگ سکے گی۔ جن احادیث میں کسی خاص نیک عمل پر آتش دوزخ کے حرام ہوجانے کی خوشخبری دی جاتی ہے ان کا مطلب ومقصد عام طور پر ہوتا ہے کہ اس نیک عمل کا ذاتی

تقاضہ اور خاصہ یہی ہے اور اللہ تعالیٰ اس عمل کے کرنے والے کو جہنم کی آگ سے بالکل محفوظ رکھے گا بشرطیکہ اس شخص سے کوئی ایسا بڑا گناہ سرزد ہوا ہو جس کا تقاضا اس کے برعکس جہنم میں ڈالا جانا ہو یا اگر کبھی ایسا گناہ اس سے ہوا ہو تو وہ اس سے تائب ہو چکا ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی مانگ چکا ہو۔ یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ محض تاویل ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ہمارے عرف اور محاورات میں بھی اس قسم کے وعدوں اور بشارتوں میں یہ شرط ہمیشہ ملحوظ ہوتی ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی ہیبت سے کسی بندہ کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے کسی پرانے سوکھے درخت کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

خوف وخشیت اور ہیبت دراصل قلبی کیفیات ہیں۔لیکن انسان ایسا بنایا گیا ہے کہ اس کی قلبی کیفیات کا ظہور اس کے جسم پر بھی ہوتا ہے، مثلاً جب دل میں خوشی کی کیفیت ہو تو چہرے پر بشاشت ظاہر ہوتی ہے اور بعض اوقات وہ اس کے اثر سے ہنستا یا مسکراتا ہے۔اسی طرح جب دل میں حزن وغم ہو تو وہ بھی اس کے چہرے سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی کبھی وہ اس کے اثر سے روتا بھی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو گرتے ہیں اسی طرح جب دل پر خشیت اور ہیبت کی کیفیات طاری ہوں تو جسم پر اس کا اثر یہ

ظاہر ہوتا ہے کہ سارے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ پس جس طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس سے پہلی حدیث میں اللہ تعالیٰ کے خوف سے آنسو گرنے پر آتش دوزخ کے حرام ہوجانے کی خوشخبری اہل ایمان کو سنائی گئی ہے اسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں بشارت سنائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت وہیبت سے جب کسی بندہ کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں تو اس وقت اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے خزاں کے موسم میں سوکھے درختوں کے پتے جھڑتے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم کو اپنی ذات سے نہ کسی گورے کے مقابلہ میں بڑائی حاصل ہے نہ کسی کالے کے مقابلے میں۔ البتہ تقویٰ یعنی خوفِ خدا کی وجہ سے تم کسی کے مقابلے میں بڑے ہوسکتے ہو۔ (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ مال ودولت، شکل وصورت، نسل ورنگ اور زبان ووطن جیسی کسی چیز کی وجہ سے کسی کو کسی دوسرے کے مقابلے میں کوئی فضیلت حاصل نہیں ہوتی، فضیلت کا معیار بس تقویٰ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کا خوف اور وہ زندگی جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بنتی ہے) پس اس تقویٰ میں جو جتنا بڑھا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنا ہی بڑا اور بلند ہے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مارچ 2024ء

مجالسِ حکیم الامتؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اصلاحی ملفوظات جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

ایک مولوی صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اگر کوئی منکر بات سن کر نبی کی جانب دونوں احتمال ہوں تو معصیت ہے اور اگر غیر نبی پر دونوں جانب احتمال ہو تو معصیت نہیں البتہ بڑے پہلو پر عمل جائز نہیں نہ اعتقاداً نہ قولاً نہ فعلاً البتہ اگر بمصلحت زجر کہہ دے کہ میں سزا دینے میں زیادہ تحقیق بھی نہ کروں گا تو کہہ دینا جائز ہے مگر اس پر عمل جائز نہیں اس پر حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک حکایت یاد آئی ایک موقع پر زجر کیلئے یہ فرمایا کہ میں انتظاماً بھی پیٹ دوں گا اور اس انتظام کے متعلق ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں فوج کے لوگ بازار میں سودا خریدنے جاتے اور وہاں کسی بات پر دکاندار سے جھگڑا ہو جاتا عدالت میں مقدمہ آتا اکثر فوجی کی زیادتی ثابت ہوتی اس کو سزا ہو جاتی کسی مخبر نے بادشاہ سے شکایت کی کہ حضور تمام جیل خانہ فوجیوں سے بھر گیا اور سب سب قصہ سنایا سن کر حکم فرمایا کہ اب سے ایسے مقدمات ہمارے پاس بھیج دیا کریں۔ ایسا ہی ہوا اب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کیا کہ جہاں جھگڑا ہوا مجرم کے ساتھ اس موقع کے ارد گرد کے

پچاس پچاس دکانداروں کو سزا کردی بس جنگ موقوف ہوگئی وہ مصلحت یہ تھی کہ پہلے تو سب تماشہ دیکھتے تھے صلح کوئی نہیں کراتا تھا اس کے بعد سے جب کبھی جھگڑا شروع ہوتا تمام بازار والے کھڑے ہوکر جھگڑے کو بند کرادیتے کہ میاں ہم بھی تمہارے ساتھ جائیں گے بس امن ہوگیا مگر مولانا نے یہ محض زجر کے لئے فرمادیا باقی کبھی اس پر عمل نہیں کیا اور ایک موقع پر شکایت کے بعد عمل بھی جائز ہے اور وہ موقع وہ ہے جہاں وہ عمل بدوں شکایت بھی جائز ہے جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھنے کے متعلق شکایت سننے کے بعد باوجودیکہ تحقیق سے واقعہ غلط معلوم ہوا مگر پھر بھی اس مصلحت سے معزول فرمادیا کہ امیر اور مامور میں اختلاف رہنا بہت سے مفاسد کا پیش خیمہ ہوجاتا ہے سو ظاہر ہے کہ کسی کو معزول کردینا بدوں کسی سبب خاص کے جائز ہے۔

فرمایا کہ مفید اور مستفید میں توافق ومناسبت نہ ہو تو استفادہ کا نظام خراب ہوجاتا ہے اور اس وقت اسلم یہی ہے کہ علیٰحدگی ہوجائے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام نے اسی اصل پر علیٰحدہ فرمادیا ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے نعوذ باللہ کونسی معصیت کی تھی پس بناء وہی عدم مناسبت تھی یہاں بھی وہی اوپر والے ملفوظ کی قید ہے کہ جہاں بلا کسی وجہ کے بھی علیٰحدہ کرنا جائز ہو سو یہ احتیاط کا پہلو ہے۔

فرمایا کہ پہلے ایک صاحب کا خط آیا تھا اس میں کچھ حالات لکھتے تھے میں نے اس پر لکھا تھا کہ پھر مجھ سے کیا چاہتے ہو آج جواب میں ایک شعر لکھتے ہیں

وہ یہ ہے کہ ؎

نہ پوچھو کہ میں تم سے کیا چاہتا ہوں　　میں تم سے تمہاری رضا چاہتا ہوں

میں نے جواب میں لکھ دیا ہے کہ بہتر اب میں کچھ نہیں پوچھتا جانے دو قصہ ختم کردو تمہاری ہی اس کہنے پر عمل کرتا ہوں کہ نہ پوچھو۔ تو بس نہیں پوچھتا اس پر فرمایا کہ کیا کام کرنے کا یہی طریقہ ہے محض مسخرہ پن ہے شاعری بگھارنی شروع کردی کیا طالب کی یہی شان ہوتی ہے۔

فرمایا کہ ذوق بہت ہی ذہین شاعر تھا ان کا نام ابراہیم تھا مرنے کے وقت کسی نے کہا آپ اپنی تاریخ خود ہی کہتے جایئے ہم تاریخ گو کی تلاش میں کہاں پریشان پھریں گے ذہانت دیکھئے فی البدیہہ کہتے ہیں کہ ہماری تاریخ تو شیخ سعدیؒ کہہ گئے ہیں۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ

کیا ٹھکانا ہے اس ذہانت کا۔

فرمایا کہ مجھ کو ستانے والے دو قسم کے لوگ ہیں ایک دوست اور ایک دشمن، سو دشمن سے تو صبر ہوسکتا ہے فلاں خان صاحب نے مجھ کو ہمیشہ گالیاں دیں مگر کبھی ذرہ برابر بھی قلب پر اثر نہیں ہوا۔ لیکن دوست سے صبر نہیں ہوسکتا کہ معتقد اور طالب ہوکر تو آئیں خواہ دین کے یا دنیا کے اور پھر پریشان کریں اس کی موافقت کرتے ہوئے غیرت آتی ہے کہ طالب کو مطلوب بنایا جائے۔

ماہنامہ
دعوۃ الحق
شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مارچ 2024ء

اِرشاداتِ محی السنہؒ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ جہری نمازوں میں تلاوت کے اصول کی رعایت ااور سرّی نمازوں میں بے پروائی اس بات کی دلیل ہے کہ قلب میں حق تعالیٰ کی عظمت نہیں، ورنہ کیا سرّی نماز میں ہماری تلاوت کو حق تعالیٰ نہیں سنتے۔

ارشاد فرمایا کہ ہمارے یہاں عالموں کی تقرری پر ان کا قاعدہ کا امتحان ضرور ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک عالم صاحب کچھ خفا ہوئے اور کہنے لگے ”ہماری سند میں تمام کتابوں کے اندر ہمارے اعلیٰ نمبر آئے ہیں“ ان سے گذارش کی گئی مگر آپ کی سند میں قاعدہ کے امتحان کا ذکر نہیں ہے۔ پھر ایک قاعدہ پڑھنے والے بچے کو بلایا گیا۔ اور اس سے ان کو قاعدہ کا سبق سنایا گیا۔ پھر خود ہی کہنے لگے کہ یہ بچہ مجھ سے اچھا پڑھتا ہے۔ پھر ان سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ کو اس بچے کا امام بنا دیا جائے تو اس بچے کے قلب میں آپ کی کیا وقعت ہوگی۔ بات سمجھ میں آ گئی۔ آج کل اس میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے۔ علماء کو سند دے دی جاتی ہے اور وہ قرآن کو قواعد سے نہیں پڑھ سکتے۔

ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حروف قرآن کو غلط پڑھنا یعنی صاد کو

سین پڑھنا یہ لحن جلی کہلاتا ہے جو حرام ہے۔۔۔ مکان کے رنگ وروغن کی فکر ہے تاکہ جمال پیدا ہو لیکن قرآن پاک کے جمال کی فکر کیوں نہیں؟۔۔۔ جہاں ضروریات دین کا اہتمام نہ ہو تو پھر وہاں معارف ودقائق تصوف ان کو کیا نفع دے سکتے ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ (ایک مدرسہ کے معائنہ پر) بعض طلبہ نے قرآن کے حروف کو صحت سے نہیں پڑھا کافیہ اور مرقاۃ کی عبارت تو صحیح پڑھیں اور قرآن پاک غلط پڑھا۔ کتاب اللہ کی عظمت نہیں ہے۔

ارشاد فرمایا کہ ہمارے یہاں گیارہ صوبوں کے بچے پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ افریقہ، لندن، موزنبیق اور پاکستان سے پڑھ کر وہاں تصحیح کیلئے پہنچ رہے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ حق تعالیٰ نے توفیق دی ہے کہ معیاری صحت وتجوید سے قرآن پاک کی تعلیم ہوتی ہے۔ آج کل رواج ہے کہ قرآن پاک کے ۵۴۰ رکوع میں سے صرف چند رکوع مشق کر لیتے ہیں اور قاری صاحب ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ پورا قرآن پاک صحیح ہونا چاہئے۔

ارشاد فرمایا کہ آج ہمارے مشائخ کے یہاں بھی اس کا اہتمام ہونا چاہئے کہ خود بھی تلاوت مع الصحت کا اہتمام ہو اور طالبین کو بھی توجہ دلائیں۔ مراقبہ استغراق، وظائف، حقائق اور معارف کے ساتھ ایسے ضروری اُمور کا بھی اہتمام ضروری ہے۔ یہ حق تعالیٰ کی عظمت کا حق ہے کہ ان کے کلام کی عظمت ہو اور عظمت کلام کا حق ہے کہ صحت حروف کے ساتھ تلاوت ہو۔ اللہ تعالیٰ کے کلام کو بے فکری اور کاہلی اور سستی سے صحیح نہ پڑھنا کس قدر گستاخی ہے اور اندیشہ مؤاخذہ کا ہے۔ تصوف کا ایسا غلبہ کہ شریعت کے مسائل کا اہتمام نہ رہے یہ بہت خطرناک حالت ہے اور اگر مغلوب الحال ہے تو مقتدیٰ بنانا ایسے مغلوب کو جائز نہیں۔

ارشاد فرمایا کہ تجوید کا اور صحت حروف کا اہتمام ضروری ہے مگر افسوس آج کل اچھی آواز کو حروف کی صحت پر ترجیح دی جاتی ہے۔ مثلاً کسی مدرسہ کا جلسہ ہو اور دو لڑکے ہیں ایک تو حروف کی ادائیگی میں عمدہ ہے اور دوسرا حروف کی ادائیگی میں کم تر ہے مگر آواز میں اس سے بہتر ہے تو اگر مہتمم صاحب نے اچھی آواز والے کو مقدّم کیا اور اسی سے پڑھوایا تو امتحان اخلاص کا ہو گیا کہ رضائے خالق نہیں ہے، رضائے خلق ہے۔

ارشاد فرمایا کہ اگر دس منٹ صرف دو ماہ تک دیا جاوے قرآن پاک کے حروف کی ضروری صحت ہو جاتی ہے۔ بوڑھے آدمی اگر کلام پاک کی صحت میں لگ جائیں تو اُمید ہے کہ اس کی برکت سے ان کی مغفرت ہو جاوے گی۔ حق تعالیٰ شانہ کو رحم آجاوے گا کہ بوڑھا ہو کر ہمارے کلام کی درستی اور صحت و تجوید میں لگا ہوا تھا۔

ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت میں مستحبات تلاوت یعنی اخفاء و اظہار و تفخیم و ترقیق، معروف و مجہول وغیرہ کا اہتمام رکھنا بھی اہم ہے۔ جس طرح ہم نماز، روزہ خیرات، حج میں مستحبات و نوافل کا اہتمام کرتے ہیں اسی طرح تلاوت کے مستحبات کا اہتمام بھی مطلوب ہے۔ نیز جس طرح مکان، مسجد میں پلاسٹر کا اہتمام کرتے ہیں، خورد و نوش میں انڈے، ٹوسٹ، مکھن، آئس کریم، برف کا اہتمام رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ ضروریات زندگی میں سے نہیں ہیں۔ بغیر ان کے بھی کام چل سکتا ہے۔ اسی طرح تلاوت کے حسن و جمال کی درستی کی بھی فکر چاہئے۔ اس کی طرف اہلِ صلاح حضرات کی توجہ کم ہے۔ میرے یہاں اہلِ علم، اہلِ صلاح حضرات تشریف لاتے ہیں۔ توجہ دلانے پر وہ بطیب خاطر درجہ قاعدہ ناظرہ والوں کے ساتھ بیٹھ کر تصحیح کرتے ہیں۔

ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مولانا مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب مدظلہ

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت حکیم شاہ کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

نماز کے اندر ایک لمحہ بھی خالی نہیں ہونی چاہئے، ایک معیار رکھا گیا ہے اس کا رکوع سے اُٹھتے ہوئے ''سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ'' کہتے ہیں۔ جلدی کہہ دو گے؛ جو وقفہ ہو گیا، عبادت کی تم نے ناقدری کی۔ ہر تکبیر ہمزہ سے شروع کر کے ''راء'' پر ختم کرو۔ اللہ اکبر یہ بغیر سیکھے نہیں آئے گی۔

قدر دانی اس کو کہتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں خانقاہ۔ تربیت کے بغیر سیکھنا ممکن نہیں۔ کوشش نہیں کرتے اور کہتے ہیں بھیا میرے بس کا نہیں، یہ مرض پھیل چکا ہے ابھی ایک مریض آیا تھا بہت ہی ڈراونی قسم کا، دوا دیتے ہیں کچھ کم نہیں ہوتا، یہ مہلکات میں شمار ہے، اس سے تو نہیں کہتے جو تیماردار ہے؛ اس سے کہتے ہیں۔ ڈاکٹر ہار ہی مان لیتے ہیں بھائی علاج نہیں کر پاؤں گا، جتنی بھی معلومات تھی میں نے پوری کوشش کی اب نہیں کر پاؤں گا۔ ایسے ہی خانقاہ کے اندر شیخ بتاتا ہے۔ اپنے وقت کو ضائع مت کرو۔ خانقاہ کے اندر اصول بھی ہے۔

ایک صاحب آرہے تھے، آج ایک جگہ قیام ہے، بہار کے ہیں۔ کہنے لگے میں ان کو اپنے گھر لے جاتا ہوں، کافی پلاؤں گا میں نے کہا بالکل اجازت نہیں کہا ان سے پوچھ لو، یہ کہا کیوں؟ یہ غلطی ان کی ہے یہاں کوئی سوال نہیں ہوتا۔ خانقاہ میں ٹھہرو! اس کے اصول پر عمل کرو! کوئی آنا نہیں کوئی جانا نہیں۔ حضرت کا قانون تھا یہ۔ آئی سی یو (I.C.U.) میں کوئی ملنے جاتا ہے؟ نہیں جاتا۔ جنرل وارڈ میں بھی ہوتا ہے، جنرل وارڈ میں بھی ایک وقت متعین ہوتا ہے کہ آپ کب مل سکتے ہو، عام طور پر نہیں، انہی کی ایک عزیز آئی تھی کہا ملاقات کرنا چاہتی ہوں، ان کی اہلیہ کا انتقال ہوگیا ان کی عزیز تھی میں نے کہا ملاقات کا وقت نہیں ہے۔ اگر ملاقات ہو تو عصر کے بعد آکر ملاقات کر لینا۔ آجاؤ ملاقات کر لو یہ کیا بات ہوئی؟ رہنے والے یہیں کے ہیں۔ وہ اپنی اصلاح کیلئے آئے ہیں ملاقات کیلئے نہیں۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے، اللہ نے جو اوقات نظام تجویز کئے ہیں بڑے مختصر سے ہیں، اسے لمیٹیڈ ٹائم کہتے ہیں۔ اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ اور مسجد تو صرف فرض نمازوں کیلئے ہوتی ہے، اعلیٰ درجہ ہے، فرض کو مسجد میں ادا کرو۔ سنت مؤکدہ اور نفل نماز گھر میں ادا کرو، اعلیٰ مقام ہے، لیکن چونکہ متأخرین مشائخ نے کہا کہ سنت مؤکدہ وہیں ادا کر لیا کرو کوئی حرج کی بات نہیں ہے۔ لیکن نفلوں کا اہتمام ہو گھر کے اندر، قیام گاہ کے اندر، فرض پڑھی جائے گی مسجد کے اندر، وہاں شور و شرابا بھی نہیں ہوگا۔

لوگ آج کل نمازی کے پیچھے بیٹھے بیٹھے بات کرتے رہتے ہیں، واہیات ہو رہی ہیں۔ یہاں جا رہے ہیں وہاں جا رہے ہیں۔ مسجد ہے بھائی۔ ایک اور غلطی اکثر

لوگ کرتے ہیں مسجد میں پہنچ گئے تلاوت شروع کردی جہراً اس کو منع کیا گیا ہے۔ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو تو جہراً تلاوت سے نماز میں خلل ہوگا۔ مفتیان کرام کا فتویٰ ہے، تلاوت ایسی کرو کہ اپنے کانوں تک آواز جائے۔ آواز اونچی ہوگی نمازی تک جائے گی، اس میں خلل واقع ہوجائے گا۔ حالانکہ دونوں عبادت ہیں وہ قرآن پاک کی تلاوت کررہا ہے اور یہ بھی عبادت کررہا ہے لیکن منع کیا ہے آہستہ پڑھو، کانوں کو سنائی پڑے، یہ چیزیں تنبیہ والی ہوتی ہیں چونکہ روک ٹوک نہیں ہوتی اس لئے توجہ نہیں ہوتی۔ ادب سیکھ کر مسجد میں جاؤ شاہی دربار ہے۔ مسنون یہ بھی ہے مسجد جاؤ خوشبو لگا کے جاؤ، وہاں ملائکہ بھی ہیں اس سے ان کو فرحت ہوتی ہے۔ خوشبو میں بھی دو چیزیں ہیں۔ خوشبو کی نوعیت الگ الگ ہوتی ہیں۔ کیونکہ میں طبیب ہوں۔ ہر خوشبو کو نہیں استعمال کرسکتے، بعضے خوشبو میں بہت تیزی ہوتی ہے۔ وہ نقصان دہ ہوتی ہے۔

حضرت مولانا پرتابگڑھی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں جب کوئی شخص عطر مجموعہ لگا کر آتا تو فرماتے طبیب سے کیوں نہیں معلوم کئے، کس موسم میں کونسی خوشبو مفید ہے، مجموعہ میں تیزی ہوتی ہے، اسی طرح سردی کے زمانے میں کوئی شخص گلاب لگالے، صندل لگالے، نزلہ فوراً ہوجائے گا، یہ الگ الگ تجویز کی ہے اطباء نے کہ کس موسم میں کونسی خوشبو مفید ہوگی۔ اکتوبر اخیر سے لے کر مارچ تک زعفران، عود مفید ہے۔ یہ خوشبو لگاؤ، اپریل سے ستمبر تک گلاب، خس، صندل مفید ہے۔ بڑی خوبیاں ہوتی ہیں عطر میں۔ آپ انگلینڈ میں رہتے ہیں، وہاں عطر استعمال کیا جائے گا تو نقصان ہوسکتا ہے۔

روحِ تصوف

مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت احمد بن عیسیٰ خراز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

آپ سے دریافت کیا گیا کہ کیا عارف کبھی ایسے حال پر بھی پہنچ جاتا ہے کہ اس کو رونا نہ آوے۔ فرمایا۔ ہاں بکاء (کا غلبہ اکثر) اس وقت تک رہتا ہے جب تک سالک سیر الی اللہ (یعنی قطع مقامات سلوک) میں مشغول ہے۔ پھر جب وہ حقائق قرب پر پہنچتا ہے (یعنی اپنے مناسب درجہ میں مستقر ہوجاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات کا ذائقہ چکھتا ہے تو غلبۂ بکاء اُس سے منقطع ہوجاتا ہے اور اسی لئے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر تم کو حقیقتاً رونا نہ آوے تو بہ تکلف گریہ کی صورت بناؤ یعنی اپنے مقام سے تنزل اختیار کرو تا کہ سالکین تمہارا اقتداء کریں۔

فائدہ: قرب ووصول کے بعد گریہ کا انقطاع اکثری ہے لازمی نہیں کیونکہ بعض حضرات پر اُس وقت بھی گریۂ شوق کا غلبہ رہتا ہے جیسا کہ ہفت گریہ میں حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور یہ دو لطیف اشعار اسی کے متعلق نقل فرماتے ہیں ؎

بلبلے برگِ گلے خوش رنگ در منقار داشت — واندراں برگ ونوا خوش نالہائے زار داشت
گفتمش در عین وصل ایں نالہ وفریاد چیست — گفت ما را جلوۂ معشوق دراں کار داشت

اور جن حضرات کی حالتِ گریہ بوقتِ وصول وکمال منقطع ہوجاتی ہے وہ بھی اکثر حالات کے اعتبار سے ہے۔ بعض اوقات ان پر بھی گریہ طاری ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ قرب ووصال کس کو ہوسکتا ہے آپ کے متعلق بھی متعدد مواقع پر گریہ طاری ہونا بروایاتِ صحیحہ منقول ہے۔ مگر کامل اس میں بے قرار نہیں ہوتا اُس میں بھی شان سکون کی ہوتی ہے۔

حضرت محمد بن اسماعیل مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

آپ کے ارشادات میں سے ہے کہ جو درویش تعلقاتِ دنیا سے فارغ ہو وہ اگر اعمال ونوافل میں سے کچھ بھی نہ کرے تب بھی اُن عبّاد سے افضل ہے جن کے ساتھ دنیا ہے۔ بلکہ تارکِ دنیا درویش کے عمل کا ایک ذرّہ اہلِ دنیا کے پہاڑ کے برابر اعمال سے افضل ہے۔

حضرت احمد بن مسروق کے رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات

عقل کا اتباع کس حد تک ہونا چاہئے، جو شخص اپنی عقل کی حفاظت کیلئے اپنی عقل کے ذریعہ سے اپنی عقل (کی آفات سے) پرہیز نہ کرے وہ اپنی عقل ہی کی بدولت ہلاک ہوگیا۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اتباعِ عقل میں ایسا غلو کرے کہ عقل حقیقی اور کامل کے مقتضی یعنی اتباع وحی ونبوت سے نکل جاوے جیسا کہ فلاسفہ کو پیش آیا۔ وہ

ہلاک ہوگا۔ اُستاذی وسیدی حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب محدث دار العلوم دیوبند نے اسی مضمون کے متعلق سلف میں سے کسی بزرگ کا نہایت لطیف جملہ نقل فرمایا تھا کہ کہ عقلك دون دينك وثوبك دون قدرك یعنی انسان کو چاہئے کہ اپنی عقل کو دین سے کم (یعنی اس کا تابع) رکھے اور اپنا لباس اپنے درجہ (حیثیت) سے کم رکھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور دسترخوان بچھے ہوئے ہیں۔ میں نے اُن پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ یہ دسترخوان تو صوفیاء کرام کے واسطے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں بھی تو اُنہی میں سے ہوں۔ تو ایک فرشتہ نے مجھ سے کہا کہ بے شک تم اُن میں سے تھے مگر تمہیں کثرتِ حدیث نے اور ہمعصروں پر توفق وتفاضل کی خواہش نے اُنکے درجہ تک پہنچنے سے روک دیا۔ میں نے عرض کیا کہ میں توبہ کرتا ہوں پھر میں بیدار ہوگیا تو قوم (صوفیاء) کے طریق میں مشغول ہوگیا اور اپنے دل میں کہا کہ حدیث کیلئے میرے سوا دوسرے علماء ہیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ جب علم ظاہر کی تعلیم وتبلیغ علماء کررہے ہوں تو بہتر یہ ہے کہ اپنے باطن کی اصلاح وتنویر اور عبادت وذکر میں مشغول ہو۔ علمِ ظاہر میں ضرورت سے زیادہ مشغول نہ کرے۔ کیونکہ خود اُس سے مقصود عمل صحیح ہے جو حاصل ہے طریق کا۔

تجلّیِ باری تعالیٰ

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہٗ

فرحت، ہمارا خیال تو یہ ہے کہ شاید ہی اس کو کوئی بیان کر سکے، اس لئے یہ فرحت ذوقی ہے۔ مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَعْرِفْ (جس نے نہیں چکھا نہیں جانا)۔ اس کی شان ہے۔ دیکھو ستّر ہزار پردوں کے بعد آفتابِ دیدار ہے۔ اس پر پردے دو قسم کے ہیں۔ نور اور ظلمت کے ان میں سے ایک پردہ بھی اگر ہٹتا ہے تو برقِ جمال دیکھنے والے کی بصارت کو جلا دیتی ہے۔ اِنَّ لِلّٰہِ سَبْعِیْنَ اَلْفِ حِجَابًا مِنْ نُوْرٍ لَوْ کُشِفَ اِحْدٰی لَھُنَّ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْھِہٖ مَا اَدْرَکَہٗ بَصْرُہٗ۔ (اللہ کیلئے ستر ہزار نور کے پردے ہیں۔ اگر ایک بھی کھلا تو جلا دے گی اُس کے چہرے کی کرن۔ اس کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی)۔ باوجود ہزاروں حجاب کے صرف ایک پردہ ہٹنے سے جب سوز کا یہ رنگ ہے تو کوئی سوختہ جان کیا بیان کر سکتا ہے۔ اس جملہ کے یہی معنی ہیں کہ ”عیاں راچہ بیاں“۔

نقل ہے کہ ایک شیخ طریقت نے اپنے واقعات میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ عرش کے نیچے غایتِ سُکر میں نعرہ لگا رہے ہیں۔ حضرت عزت سے ملائکہ کو خطاب ہوا کہ مَنْ ھٰذَا یہ کون ہے وَھُوَ اَعْلَمُ حالانکہ

وہ خوب جانتا ہے۔ فَقَالُوْا یَا اِلٰھُنَا ھٰذَا عَبْدُكَ مَعْرُوْفٌ (کرخی) فرشتوں نے کہا اے میرے اللہ! یہ تیرا بندہ معروف ہے۔ فَقَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَبْدِیْ مَعْرُوْفٌ قَدْسَکَرَ مِنْ شَرَابِ مَحَبَّتِیْ لَایَفِیْقُ اِلَّا بِرُوْیَتِیْ۔ خدائے عزوجل نے فرمایا میرا بندہ معروف کرخی میری شرابِ محبت میں مست ہے۔ اس کو افاقہ اور سکون بغیر میرے دیدار کے نہیں ہوسکتا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کا دیکھنا کتنا مشکل ہے اور کیسی بڑی دولت ہے اور کس درجہ نفس کشی کی ضرورت ہے۔ صاحبِ شریعت علیہ السلام نے اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جَوِّعُوْا بُطُوْنَکُمْ وَاظْمَأُوْا اَکْبَادَکُمْ وَاَعْرُّوْا اَجْسَادَکُمْ لَعَلَّکُمْ تَرَوْنَ رَبَّکُمْ عِیَانًا۔ شکم گرسنہ، جگر تشنہ، بدن برہنہ رکھو تو اُمید ہے کہ اپنے پروردگار کو کھلم کھلا دیکھو گے یعنی اس عالم میں دل کی آنکھ سے ایسا دیکھو گے کہ شاید و باید۔

مثلاً جس کو اس عالم میں لقاء ہوئی وہ پہنچ گیا، اور جو پہنچا اپنا شناسا ہو گیا فنا کے مقام سے گذر کر بقا کے مقام سے بھی گذر گیا۔ یہاں تک کہ انوارِ رخسارۂ محبوب نے برقِ طور کا کام کیا، اور جلا کر اُس کو خاکستر بنا دیا۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ (حق پہنچ گیا اور باطل رخصت ہو گیا) کی شان نمایاں ہوتی ہے۔ جس وقت عارفِ سالک اس مقام پر آتا ہے، اُس وقت کسی عبادت کی اس کی طرف نسبت کرنا ضَالٌّ مِّنَ الضَّلَالِ (گمراہوں میں سے ایک گمراہ ہے) کے دائرے میں آتا ہے۔ اور جو شخص اس حال میں اس طرف کچھ اشارہ کرے اَعْمٰی

مِنَ الْعُمَیآءِ (اندھوں میں سے ایک اندھا کہا جائے گا۔ کسی عزیز نے کیا خوب کہا ہے ؎

بس مجبّے کہ راز مطلق گفت راست جنبید کو انا الحق گفت

(اُس محب نے رازِ مطلق ظاہر کر دیا۔ جس نے انا الحق کہا سچ ہے)۔

آمدم برسرِ مطلب برادرِ عزیز! روزہ کا کیا کہنا ہے۔ کشف المحجوب میں بھی حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ روزہ جوارح کیلئے بلا ہے اور دل کے لئے صفا ہے اور جان کیلئے دلا ہے۔ اور سر کیلئے بقا ہے۔ اتنے بہترین سامان مہیا ہوں کہ دل کی صفا، جان کو دلاسر کو بقا حاصل ہو۔ ایسی صورت میں اگر جسم مبتلائے بلا رہے تو کیا مضائقہ ہے اور کیا نقصان ہے۔ اسی معنی کی طرف حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا ہے:

حَاکِیًا عَنِ اللہِ تَعَالٰی کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ یُضَاعَفُ اِلٰی سَبْعِیْنَ اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ (جو عمل کہ انسان کرتا ہے اُس کا اجر دوگنا ملے گا یہاں تک کہ ایک کا ستّر تک اضافہ ہوگا۔ مگر روزہ ایسا عمل ہے کہ خاص میرے لئے ہے اور اس کی جزا خاص میں دوں گا۔ اور اس کی جزا میں خود ہوں گا۔ دیکھو اس کی بلاغت کو اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یعنی اَلصَّائِمُ لِیْ اہل عرب کا قاعدہ ہے کہ صفت کا ذکر کرتے ہیں، مگر مراد ان کی اس سے موصوف ہوتا ہے۔

اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ ہے ''لَاتَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰی مَاقَالَ'' یعنی جو کہے اس کو نہ دیکھو بلکہ جو کچھ کہے اس کو دیکھو۔ اور منجملہ ان کے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے، جو اپنے قدر سے کم پر خوش ہوگیا اس کو مقصود سے زیادہ مرتبہ دیا گیا۔ نیز فرمایا ہے، تم دانائی ضرور سیکھو کیونکہ دانائی مسکینوں کو بادشاہوں کے مرتبہ تک پہنچاتی ہے۔ اور منجملہ ان کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے، دنیا میں سب سے کم آرام میں رہنے والا حاسد اور کینہ ور ہے۔

اور منجملہ ان کے یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقولہ ہے کہ محرمات سے باز رہنا اللہ تعالیٰ کے رضا کا باعث ہے۔ مصیبت کے وقت صبر کی حقیقت کھلتی ہے دیرینہ فراق سے دوستوں کی دوستی معلوم ہوتی ہے۔ ادب سے علم ذہن نشین ہوتا ہے۔ ترک طمع سے دوستی مضبوط ہوتی ہے۔ نیک نیتی سے نیکوں کی صحبت دائمی ہوتی ہے۔ نیز ان کا قول ہے، جس کی قید قرآن مجید ہے اس کی رہائی موت ہے۔ جس کو عبادت نے ذبح کر دیا اس کو کامیابی زندہ کر دے گی۔ جس نے دنیوی خواہش بند کر دی اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں ذکر الٰہی کی خواہش پیدا کرے گا۔

ان کا مقولہ ہے۔ جس نے نرمی کی وہ اپنے ہمعصروں پر سردار بنا اور جس کا غصہ بڑھا وہ ذلت میں غرق ہوا۔ فرماتے ہیں، مل کر رہنے میں اگر کچھ کدورت بھی ہو تو اس صفائی سے بہتر ہے جو جدائی اور علیٰحدگی سے حاصل ہو جب قریبی دشمن ہو تو وہ غیر ہے۔ اور اگر غیر دوست ہو تو وہ قریبی ہے۔

اے دوست! اس کو یاد رکھ اور اپنے باطن کو دنیا کی محبت اور خواہشات سے صاف کر اور اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کر۔ جب تیرا باطن صاف ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ تیری گفتگو میں حکمت دے گا اور تو اپنے زمانہ کا حکیم ہوگا۔ اور دنیا کی محبت کی موجودگی میں یہ ناممکن ہے۔ والحمد للہ رب العٰلمین

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ کسی مسلمان سے حسد نہ کرتے اور ہر ایک مسلمان کو بطریق شرعی نصیحت کرتے۔ اسی لئے وہ لوگوں کے سردار ہوئے اگر ان کو کسی کے ساتھ حسد و کینہ ہوتا تو کبھی سردار نہ ہوتے اور نہ بادشاہ ان کے قدموں کو بوسہ دیتے۔ اے برادر! اگر تو بھی ایسا ہونا چاہے تو نہایت خلوص نیت سے ان کے قدم بقدم چل، ورنہ بناوٹ کرنے والے شخص کی حالت پر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو اطلاع کر دیتا ہے اس لئے اس کو قبولیت حاصل نہیں ہوتی۔

میں نے حضرت علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے، جو اپنے عمل خالص اللہ کیلئے کرے اللہ اس کی محبت مؤمنوں کے دلوں میں پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن جس کی دیانت میں کچھ آمیزش ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے بعض برگزیدہ بندوں کو اس کے باطن کی اطلاع کر دیتا ہے۔ لہٰذا کسی کے دل میں اس کی محبت نہیں ہوتی۔

میرے مالک مری تقدیر بنانے والے

حضرت مولانا افضال الحق جوہر قاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہر اندھیرے سے اُبھرتا ہے اُجالا تیرا
بے سہاروں کو بھی ملتا ہے سہارا تیرا

عشق کی وادی و کہسار میں جلوہ تیرا
حُسن کے کوچہ و بازار میں سودا تیرا

رنگ بھرتا ہوں ہر افسانے میں خاکہ تیرا
زندگی کیا ہے عمارت مری، نقشہ تیرا

تیرے فرمان کی تعمیل ہے سجدہ تیرا
ہر اشارے پر جو مٹ جائے وہ بندہ تیرا

جیسی راہوں سے بھی لایا مجھے جذبہ تیرا
میرے لب پہ کبھی آیا نہیں شکوہ تیرا

میرے مالک مری تقدیر بنانے والے
میری ہستی کا ہر اک موڑ ہے منشا تیرا

دولت و عظمت و شوکت کے صنم خانوں سے
اُٹھ گیا جھاڑ کے دامن کوئی بندہ تیرا

مجھ گنہگار پہ اُٹھ جائے محبت کی نظر
حاصل عمر سمجھتا ہوں وہ لمحہ تیرا

بن تو جاتے ہیں تراشے ہوئے اصنام خدا
مجھ سے ہوگا نہ کسی اور کو سجدہ تیرا

زندگی میں کئی پیوند لگا دیتے ہیں
جانے کس ہاتھ سے لگ جائے تراشہ تیرا

علم دیں، دولت کونین سمجھتا ہوں اسے
لٹ نہ جائے کہیں دنیا میں یہ سودا تیرا

غیرت علم تری آن نہ جانے پائے
دب نہ جائے کسی فرعون سے موسیٰ تیرا

ان کی کھیتی پہ برس جائے اگر ابر کرم
لہلہا اُٹھے زمانے میں یہ پودا تیرا

کل کی باتوں سے بھی اُٹھتا نہیں پردہ جوہرؔ
حل نہیں ہوگا زمانے سے معمہ تیرا

شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ

آدابِ قرآن کے مسائل

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ

سوال: کمرہ کے دروازے کے سامنے اندر الماری میں قرآن پاک رکھا ہوا ہے نکلتے وقت اس کی جانب پشت ہوجاتی ہے تو کیا یہ خلاف ادب ہے؟

جواب: اگر وہ ادب واحترام کے ساتھ رکھا ہوا ہے۔ تو اس طرح نکلتے وقت اس طرف پشت ہوجانا خلاف ادب نہیں۔

سوال: قرآن کریم اونچی الماری یا دیوار کے طاق پر رکھا ہے تو چارپائی پر اسی کمرہ میں اس کی طرف پیر کر کے لیٹنا کیسا ہے؟

جواب: اگر قرآن شریف پیروں کی سیدھ میں نہیں بلکہ بلند ہے تو اس میں گنجائش ہے۔

سوال: ایک کنواں جس میں ہزاروں قرآن پاک ٹھنڈے کئے ہوتے ہیں اس کا منھ بند کر کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ اس پر چلنے والے گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ جبکہ یہ معلوم ہے کہ یہ کنواں اس طرح کا ہے جس کو بند کیا گیا ہے؟

جواب: جانتے ہوئے تو احتیاط کرنا بہتر ہے ورنہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے مکان کے اندر قرآن شریف ہو اور اس کی چھت پر چلنا پھرنا ہو۔

سوال: زید قرآن پاک کے کسی جز کو بغل میں دبا کر مسجد سے باہر بغرض تلاوت لاتا ہے تو آیا یہ قرآن کے ساتھ سوءادبی ہے یا نہیں؟

جواب: اگر بغل میں دبا کر سینہ سے لگا کر لاتا ہے تو سوء ادبی نہیں یہی عرف ہے ایک بزرگ نے قرآن کریم کی تفسیر لکھی اور فرمایا ؎

روز قیامت چوں نہد دردست ہر کس نامئے　　من نیز حاضر می شوم تفسیر قرآن در بغل

ماہنامہ دعوۃ الحق
شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ مارچ 2024ء

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

بیماری، علاج اور عیادت کی سنتیں

۵) بیماری پُرسی کر کے جلد لوٹ آنا سنت ہے۔ کہیں تمہارے زیادہ دیر تک بیٹھنے سے بیمار ملول اور رنجیدہ نہ ہو جائے یا گھر والوں کے کام میں خلل نہ پڑے۔

۶) بیمار کی ہر طرح تسلی کرنا مسنون ہے۔ مثلاً اس سے یہ کہے کہ ان شاء اللہ تم جلد اچھے ہو جاؤ گے۔ خدا تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں، کوئی ڈر یا خوف پیدا کرنے والی بات بیمار سے نہ کہے۔

۷) جب کسی مریض کی عیادت کرے تو اس سے یوں کہے: ''لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ'' ترجمہ: کوئی حرج نہیں ان شاء اللہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے۔ پھر اس کی شفایابی کیلئے سات بار یہ دُعا پڑھے: ''اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ'' ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں جو عظیم ہے اور عرشِ عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفاء عطا فرمائے۔

۸) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سات مرتبہ اس کے پڑھنے سے مریض کو شفاء ہوگی۔ ہاں! اگر اس کی موت ہی آ گئی ہو تو دوسری بات ہے۔

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سنتیں)

گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۳۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انہیں تکلیف پہنچانا۔

ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو دنیا میں بھی ضرور سزا ملتی ہے اور آخرت کی سزا الگ ہے اور جیسی ماں باپ کو تکلیف دی ہوگی ویسی ہی اسکی اولاد اسکو تکلیف دیگی۔

(۳۵) کسی بے خطا و بے فائدہ جاندار کو قتل کرنا

کسی کے قتل کی سزا قرآن پاک میں اس طرح بیان کی گئی ہے جس طرح کافروں کی سزا بیان کی گئی ہے یہاں تک کہ جانوروں کو بھی بے فائدہ قتل کرنا گناہ ہے۔

گناہ کے نقصانات

(۹۵) عمر گھٹتی ہے اور زندگی کی برکت نکل جاتی ہے۔

(۱) الایمان باللہ وصفاتہ

نظر فرمودہ شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اللہ اور اس کی صفات کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ:۱۶ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یہ اس کا عدل ہے، یا بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کردے بالکل اس پر سزا نہ دے یہ اس کا فضل ہے۔

عقیدہ:۱۷ اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے نرالی ہے، کوئی چیز اس کے جیسی نہیں، وہ مخلوق کی صفتوں سے پاک ہے، قرآن وحدیث میں بعض جگہ ایسی باتوں کی جو خبر دی گئی ہے، مثلاً اس کے ہاتھ ہیں چہرہ ہے، یا وہ تعجب کرتا ہے، ہنستا ہے، خوش ہوتا ہے، غصہ ہوتا ہے، وغیرہ تو ان کے معنی اللہ کے سپرد کریں کہ وہی ان کی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کئے ہوئے یقین کریں اور ایمان لائیں اس کو ''تَنْزِیْہ مَعَ التَّسْلِیْم'' کہتے ہیں اور یہی بہتر ہے، یا اس کے وہ معنی مراد لئے جائیں جو محققین علماء نے بیان کئے ہیں، اس کو ''تَنْزِیْہ مَعَ التَّأْوِیْل'' کہتے ہیں۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت

ہمیں دونوں برابر ہیں گلستاں ہو کہ صحرا میں
وہیں کے ہوگئے ہم ہوگیا اپنا جہاں رہنا

یہ کیا طرفہ ادا، طرفہ تماشا، طرفہ پردہ ہے
میری آنکھوں میں پھرنا پھر بھی آنکھوں سے نہاں رہنا

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)